اسلام میں زوجین کے حقوق

مؤلف:
الشیخ محمود احمد یاسین

ترجمہ واضافہ:
حافظ محمد زبیر

اسلام میں زوجین کے حقوق

مؤلف:

الشیخ محمود احمد یاسین

مترجم:

حافظ محمد زبیر

فاضل درس نظامی وریسرچ ایسوسی ایٹ

قرآن اکیڈمی لاہور

نام کتاب : اسلام میں زوجین کے حقوق
مؤلف : الشیخ محمود احمد یٰسین
مترجم : حافظ محمد زبیر (فاضل درس نظامی و ریسرچ فیلو' قرآن اکیڈمی' لاہور)
ناشر : ڈیزائن سکوپ پرنٹرز' 0304-4117887
تعاون : ذیشان احمد ہاشمی
مطبع : میٹرو پرنٹر لاہور
کمپوزنگ : حدیبیہ ایسوسی ایٹس لاہور' موبائل:0301-4870097
اشاعت : ستمبر 2006ء
ایڈیشن : دوم
ڈیزائننگ : ایزی گرافکس

ملنے کا پتہ :
حافظ محمد زبیر' 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور'
موبائل:0304-4117687 - 0300-4093027

ڈسٹری بیوٹر:
ڈیزائن سکوپ پرنٹرز
فرسٹ فلور' عارف بلڈنگ' پرنٹنگ سٹریٹ 1' 1/16 مشن سٹریٹ روڈ لاہور'
موبائل:0304-4117887

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

(النساء:١٩)

''اوران کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو''

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعِثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا فَعَلْتَ شَيْئًا قَالَ وَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ أَوْ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ أَنْتَ

((مسند أحمد :١٣٨٥٨))

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا بے شک ابلیس لعین اپنا تخت سمندر پر بچھا تا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو (دنیا کے مختلف کونوں) میں بھیجتا ہے۔ ابلیس لعین اپنے چیلوں میں سے اس کو سب سے زیادہ اپنے قریب رکھتا ہے جو کہ (دنیا میں) سب بڑا فتنہ پھیلا تا ہے۔ ابلیس کے چیلوں میں سے ایک اس کے پاس آتا ہے اور اس کو خبر دیتا ہے کہ اس نے فلاں فلاں کام کیا ہے تو ابلیس لعین کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ ابلیس لعین کا ایک چیلہ اس کے پاس آ کر کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کروادی۔ راوی کہتے ہیں کہ (یہ بات سن کر) ابلیس اپنے اس چیلے کو اپنے قریب کر لیتا ہے یا اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے اور اس کو کہتا ہے کیا ہی خوب کام تو نے کیا ہے!

فہرست

مقدمہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر گوشے میں رہنمائی موجود ہے۔ اللہ تعالی نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی احادیث میں خاندانی زندگی کے بارے میں تفصیلاً احکامات بیان کیے ہیں تا کہ اسلامی معاشرے میں خاندان کا ادارہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہو۔ عائلی اور خاندانی نظام کے بارے میں جتنا تفصیلی اور متوازن قانون دین' اسلام ہمیں دیتا ہے اس قدر تفصیل و توازن دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

میاں بیوی مل کر ایک خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں جو کہ ایک معاشرے کے لیے بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب اس خاندان کے ادارے کو کیسے چلایا جائے کہ یہ خود زوجین کے لیے اور معاشرے کے لیے بھی مفید ثابت ہو' اسلام اس بارے میں انتہائی معتدل تعلیمات دیتا ہے۔ اللہ تعالی چونکہ انسان کا خالق ہے اس لیے وہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ مرد' اور عورت میں اس نے کیا کیا صلاحیتیں رکھیں ہے اور ان کو ان کی صلاحیتوں کے اعتبار سے کیا کیا ذمہ داریاں سونپی جانی چاہیے۔

اسلام دین عدل ہے اس لیے ایک خاندان کے ادارے کو چلانے کے لیے جو وہ تعلیمات دیتا ہے وہ بھی عدل و انصاف پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالی نے مردوں اور عورتوں پر ان کی جسمانی ہیئت' ساخت اور صلاحیتوں کے اعتبار سے مختلف فرائض عائد کیے ہیں۔ اس مختصر کتابچے میں میاں بیوی کے ان فرائض کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتابچہ عربی زبان میں تھا اس کی افادیت کے پیش نظر اس کا اردو

ترجمہ کیا گیا۔اس کتابچے میں بعض جگہ کچھ مفید اضافے بھی کیے گئے ہیں' جن کو حاشیہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو قرآن اکیڈمی میں اکثر و بیشتر مختلف شادی شدہ حضرات کے ٹیلی فون آتے' اگر کسی عورت کا ٹیلی فون ہوتا تو اس کو یہ شکایت ہوتی کہ اس کا میاں اس کے حقوق پورے نہیں کرتا یا اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتا ہے' اگر کسی شوہر کا فون ہوتا تو وہ اپنی بیوی کی نافرمانی اور زبان درازی کے بارے میں شرعی حکم پوچھ رہا ہوتا تھا۔میں نے سوچا کہ کوئی ایسا کتابچہ ہونا چاہیے کہ جس میں میاں بیوی کے حقوق کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔تاکہ میاں بیوی میں جھگڑے کم سے کم ہوں اور وہ اپنے باہمی مسائل کو خود سے حل کر سکیں۔یہ کتابچہ نہایت ہی مختصر ہے۔خاندانی زندگی سے متعلق مزید معلومات کے لیے زوجین کو چاہیے کہ وہ سورۃ البقرۃ' سورۃ النساء' سورۃ النور' سورۃ الاحزاب اور سورۃ الحجرات کا مطالعہ کسی اچھی تفسیر (مثلاً تفسیر ابن کثیر یا تیسیر القرآن یا تفہیم القرآن یا معارف القرآن وغیرہ) کی روشنی میں کریں اور اسی طرح احادیث کی کتب میں موجود 'کتاب النکاح' کے تحت بیان کی جانے والی احادیث سے بھی استفادہ کریں۔

حافظ محمد زبیر

فاضل درس نظامی و ریسرچ ایسوسی ایٹ

قرآن اکیڈمی' لاہور

حقوقِ زوجین کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم اُن نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہیں جو شادی کرنے میں رغبت رکھتے ہیں کہ وہ دین داری کو پسند کریں اور عورت کے مال و خوبصورتی کے بجائے عورت کی دین داری کو ترجیح دیں۔ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ))(1)

''عورت سے نکاح اس کی چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب (خاندان) کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دین داری کو ترجیح دو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں!''

حدیثِ نبویؐ سے یہ مراد نہیں ہے کہ عورت سے نکاح کے وقت اُس کی خوبصورتی کو نظر انداز کر دینا چاہیے، بلکہ آپ ﷺ کی مراد دراصل یہ ہے کہ دین دار عورت کو خوبصورت عورت کے مقابلہ میں ترجیح دینی چاہیے اور اسی طرح مال دار اور خاندان والی عورت کے بالمقابل دین دار عورت کو اختیار کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے اُس شخص کی مذمت ثابت ہو رہی ہے جو عورت کے آداب اور دین کے بجائے صرف اس کے حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے اس سے نکاح کرتا ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے مروی ہے:

اَلْجَمَالُ كَاذِبٌ وَالْحُسْنُ مُخْلِفٌ

''حسن جھوٹا ہے اور خراب ہونے والا ہے''۔

جیسا کہ شاعر کا قول بھی ہے:

فَلَا تَجْعَلِ الْحُسْنَ الدَّلِيلَ عَلَى الْفَتَى
فَمَا كُلُّ مَصْقُولِ الْحَدِيدِ يَمَانِي

''تم حسن کو نوجوانی کی دلیل نہ بناؤ، کیونکہ ہر چمکتا ہوا لوہا عقیق (ایک قیمتی پتھر) نہیں ہوتا''۔

اَکثم بن صیفی نے اپنے بعض بیٹوں سے کہا تھا: ''رذیل عورت کو اختیار کرنے سے بچو' کیونکہ اگراس کے پاس مال ہے تو وہ ختم ہو جائے گا اور تمہارے ہاتھ صرف اس کی بدبختی آئے گی''۔ ☆

جب دین داری کے ساتھ ساتھ عورت کا حق مہر بھی کم ہو' وہ ضروری علوم اور گھریلو کام کاج وغیرہ سے بھی واقف ہو' اور اس کے علاوہ اس کی پرورش بھی ایسے والدین نے کی ہو جن میں کمال درجہ کی باہمی محبت والفت ہو اور باعزت خاندان میں اس عورت نے پرورش پائی ہو تو ایسی عورت سے دُنیا و آخرت کی سعادت اور ہمیشہ کی خوش بختی حاصل ہو گی۔

ہم زوجین کے حقوق میں سے ہر ایک کے لیے دس حقوق کا تذکرہ کریں گے۔ پہلے ہم خاوند کے بیوی پر جو حقوق ہیں اُن سے آغاز کرتے ہیں۔

خاوند کے بیوی پر حقوق

خاوند کے بیوی پر درج ذیل حقوق ہیں:

(۱) اللہ کی نافرمانی کے علاوہ ہر معاملہ میں خاوند کی اطاعت کرنا:

خاوند کی اطاعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کی ہے:

عَنْ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :لَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ النَّبِیَّ ﷺ ' فَقَالَ ﷺ :((مَا ھٰذَا؟)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَدِمْتُ الشَّامَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِبَطَارِقَتِھِمْ وَاَسَاقِفَتِھِمْ' فَاَرَدْتُّ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ' قَالَ :((فَلَا تَفْعَلْ' فَاِنِّیْ لَوْ اَمَرْتُ شَیْئًا اَنْ یَسْجُدَ لِشَیْءٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا' وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْاَۃُ حَقَّ رَبِّھَا

☆ ہمارے ہاں شادی بیاہ کے وقت عورت کے حسن کو بہت زیادہ ترجیح دی جاتی ہے اور یہ بھی اَمر واقعہ ہے کہ اکثر حسین عورتیں بدمزاج' اکھڑ اور مغرور ہوتی ہیں۔ اور اپنے حسن پر ناز کی وجہ سے اکثر اوقات ان کے تعلقات اپنے شوہروں سے کشیدہ رہتے ہیں۔ اگر کسی عورت میں حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت بھی ہو تو اس کے کیا کہنے! دین و دنیا ایک ہی عورت میں مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور نعمت کیا ہو سکتی ہے لیکن ایسا عموماً بہت ہی کم ہوتا ہے۔ نوجوانوں کو اور ان کے والدین کو چاہیے کہ شادی کے وقت اصل معیار عورت کے حسن اخلاق اور اس کی دینداری کو بنائیں اُس کے بعد باقی خصوصیات کو پیش نظر رکھیں۔ (اضافہ از مترجم)

حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا)) (۲)

''حضرت ابواوفیؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں جب حضرت مُعاذ بن جبلؓ شام سے واپس آئے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' حضرت مُعاذؓ نے جواب دیا: ''اے اللہ کے رسول! میں شام سے آیا ہوں' میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں' چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ میں آپؐ کے ساتھ ایسا کروں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسا مت کرو! بے شک اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عورت اپنے رب کا حق کبھی پورا نہ کر سکے گی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق بھی ادا نہ کر دے''۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) (۳)

''جب عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے''۔

جب عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے تو وہ بہترین عورت شمار ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں میں سے بہترین عورت کون سی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((اَلَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ ' وَتُطِیْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَمَا لِهَا بِمَا یَکْرَہُ)) (۴)

''وہ عورت کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے' جب وہ اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے' اپنی ذات سے متعلق معاملات میں اپنے خاوند کی مخالفت نہ کرے اور اپنے مال کو اِس طرح سے صرف نہ کرے جس کو وہ ناپسند جانے''۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ بہترین بیویاں وہ ہوتی ہیں جو فرمانبردار' حیادار' سمجھ دار' بہت زیادہ بچے جننے والی' بہت زیادہ محبت کرنے والی' زبان کو احتیاط سے استعمال کرنے والی اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنے والی ہوں۔ حکماء کا یہ قول ہے کہ جو عورت یہ چاہتی ہے کہ اس کا خاوند

اس کی بات ماننے اسے چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔شوہر کی اطاعت سے مراد یہ ہے کہ شوہر جس کام کا ارادہ کرے اس سے اس کام کے بارے میں جھگڑا نہ کرے' چاہے اس کی اپنی رائے کتنی ہی معتبر کیوں نہ ہو' کیونکہ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری اس کے لیے افضل ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات چھوٹے چھوٹے اختلافات کے نتیجہ میں بڑے بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عورت جب اپنے بغض وعناد کو ایک طرف رکھ چھوڑتی ہے تو وہ مرد کو اکثر اوقات اپنی رائے کی طرف محبت سے مائل کر لیتی ہے۔اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ اپنے شوہروں سے اپنی بات منوانا چاہتی ہیں تو محبت سے منوائیں۔

عورت جب اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے تو اس کے ذریعہ سے وہ اپنے ربّ کی رضا حاصل کرتی ہے' اپنی زندگی کو مبارک بناتی ہے' اپنے بچوں کے لیے والدین کی اطاعت کی راہ ہموار کرتی ہے اور اولاد پر اپنی حکمرانی تسلیم کرواتی ہے۔علاوہ ازیں یہ فرمانبرداری خاوند اور بیوی کے درمیان جھگڑے کو ختم کرنے میں کافی مدد دیتی ہے۔

(۲) اپنے خاوند کے ساتھ محبت میں مخلص ہو:

عورت کو چاہیے کہ وہ اجنبیوں سے پردہ میں گفتگو کرے' اجنبی مردوں سے گفتگو میں احتیاط کرے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (النور: ۳۰)

''آپ کہہ دیں اہل ایمان سے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں''۔

مزید فرمایا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱)

''اور آپ کہہ دیں اہل ایمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں''۔

عورت کے اندر جس قدر اپنی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ہوگی یہ اس کے شوہر کے لیے اس کے خلوص پر دلیل ہوگی۔اسی بات میں خوش بختی اور سعادت ہے اور یہ عادت بکھری ہوئی محبتوں کو اکٹھا کرنے اور اختلافات کو بالکل ختم کرنے کا باعث بنتی ہے۔

عورت پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ پڑوسیوں کے گھروں' بازاروں اور گلیوں میں سوراخ' روشن دان یا کھڑکی سے نہ جھانکے۔عورت کو اس بات سے بھی بچنا چاہیے کہ وہ بلاضرورت کسی اجنبی کی آواز سنے یا کوئی اجنبی اس کی شخصیت کے بارے میں جانے۔اس کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے کسی دوست کو اپنا تعارف نہ کروائے۔اس

کے خاوند کا کوئی دوست اگر اس کے خاوند کے بارے میں دریافت کرے اور وہ گھر پر نہ ہو تو اس کے سامنے نہ آئے' بلکہ پردے کے پیچھے سے اس سے گفتگو کرے اور اس سے اس کے کام اور اس کے نام کے بارے میں سوال کرے۔ اسے چاہیے کہ کلام کو طول نہ دے' تا کہ شیطان اس کلام کو اُس کے خاوند اور اُس کے دوست کے درمیان یا خود اس کے اور خاوند کے درمیان جدائی اور پھوٹ کا ذریعہ نہ بنا دے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)) (۵)

''بے شک شیطان ابن آدم میں یوں دوڑتا ہے جیسا کہ خون اُس کی رگوں میں دوڑتا ہے۔''☆

(۳) گھر کی ذمہ داری سنبھالے:

عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبح ہی صبح گھر کے کام کاج کے لیے کمر کس لے' تا کہ اس کا جسم اور عقل دونوں قوی ہوں اور مرض و بیماری اس سے بھاگ جائے اور گھر کے باقی

☆ راقم الحروف کی ایک دفعہ ایک سروس اسٹیشن پر ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ باتوں ہی باتوں میں اس نوجوان نے راقم الحروف کو اپنا قصہ سنایا کہ اس نوجوان کی شادی کو دو سال گزرے تھے اور اس کی ایک بچی بھی تھی لیکن اس کی بیوی کو ایک تیسرے قریبی جاننے والے دوست نے اس نوجوان کے خلاف ورغلایا اور بیوی کو یہ یقین دلایا کہ اس کا خاوند اس پر ظلم کرتا ہے اور وہ اپنے خاوند سے طلاق لے کر اس سے شادی کر لے۔ بیوی نے اپنے خاوند کے دوست کی باتوں میں آ کر اپنے خاوند سے طلاق لے لی اور اس کے دوست سے شادی کر لی۔ خاوند کو اپنی بیوی کی بے وفائی کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے ہمیشہ شادی نہ کرنے کا عزم کر لیا۔ ہمارے ہاں شہروں میں ایسے واقعات بہت عام ہیں۔ ہر بیوی کو اپنے شوہر سے کوئی نہ کوئی شکایت ہوتی ہے کیونکہ اس دنیا میں سب انسان ہیں فرشتے نہیں ہیں کہ ان سے کوئی کمی کوتاہی نہ ہو۔ شوہر کے دوست یا بیوی کے رشتہ دار عموماً بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف اُکساتے رہتے ہیں۔ بیوی سے اس کے شوہر کے مظالم کی داستانیں سنتے ہیں اور یہ تحقیق کیے بغیر کہ اس جھگڑے میں بیوی کا قصور کتنا ہے' اس کی ناجائز حمایت کر کے اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان بغض، عداوت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اپنے شوہر کے خلاف اس طرح کی باتیں سن سن کر بیوی کے دل میں شوہر کی محبت کم پڑ جاتی ہے اور اس کی محبت اپنے شوہر کے لیے خالص بھی نہیں رہتی۔ جب خاوند اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اس کی بیوی اس سے مخلص نہیں ہے بلکہ اپنے دل میں اس کے خلاف کینہ و بغض رکھتی ہے تو ایسے وقت میں شوہر ردعمل میں آ کر اپنی بیوی کو ہر قسم کی ذہنی' نفسیاتی اور جسمانی اذیت پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ شوہر کو یہ یقین دلاتی رہے کہ ان کے درمیان لاکھ جھگڑے ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے شوہر سے خالص محبت کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ اگر شوہر کو صرف اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس کی بیوی اس سے خالص محبت کرتی ہے تو چاہے جھگڑا کتنا ہی کیوں نہ بڑھ جائے وہ اپنی بیوی کو کم از کم طلاق کبھی نہ دے گا۔ (اضافہ از مترجم)

افراد بھی اس کی اتباع میں صبح جلد بیدار ہوسکیں۔ روزانہ گھر میں جھاڑو دینا' اس کے فرش کو دھونا' جس چیز کے پکانے کی ضرورت ہو اُس کو پکانا' آٹا گوندھنا' روٹیاں پکانا' سینے پرونے کے کام کرنا' وقت اور ضرورت کے اعتبار سے گھر میں ٹھنڈا یا گرم پانی مہیا کرنا' یہ سب باتیں عورت کی توجہ طلب کرتی ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے حالات کو سنوارنے کے لیے اپنی ہمت بڑھائے اور اس معاملے میں اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق جتنا کر سکتی ہے کرے جو کہ عادت وعرف کے مطابق ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ فرماتی ہیں: ''زبیر بن العوامؓ نے مجھ سے شادی کی اور آپؓ کے پاس مال یا کوئی دوسرا ساز وسامان نہ تھا سوائے گھوڑے اور اونٹ کے' تو میں ان کے گھوڑے کو گھاس دانہ ڈالتی تھی''۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''میں اُن کے گھوڑے کی دیکھ بھال کرتی تھی' ان کے اونٹ کے لیے کھجور کی گٹھلیاں کوٹتی تھی' پانی لکالتی تھی اور پانی نکالنے والے چمڑے کے ڈول کو سی بھی لیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی۔ میں دو میل کے فاصلے سے گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے خادم مہیا کر دیا جو گھوڑے کی نگرانی میں مجھے کفایت کر جاتا تھا' اور اس غلام نے تو جیسے مجھے آزاد کروا دیا ہو۔

ایک روز میں اپنے سر پر گٹھلیاں رکھے واپس آ رہی تھی تو مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے پکارا اور کہا ''اِخ اِخ'' یعنی آپؐ اپنی اونٹنی کو بٹھانے لگے تا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر سکیں' تو مجھے یہ شرم کی بات محسوس ہوئی کہ مردوں کے ساتھ چلوں۔ مجھے زبیرؓ اور اُن کی غیرت یاد آ گئی' وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غیرت مند تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سمجھ لیا کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ پھر میں زبیرؓ کے پاس آئی اور ان کو تمام قصہ سنایا تو انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! تیرا سر پر گٹھلیاں اٹھانا مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تیرے سوار ہونے سے زیادہ بھاری گزرا''۔ (٦)

(۴) خاوند کی مرضی کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے اور اسکے لیے تیار ہو:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (الاحزاب:٣٣)

''اور تم اپنے گھروں میں ٹِکی رہو اور سابق زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ نکلو''۔

جب خاوند عورت کو کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دے تو عورت کو چاہیے کہ شرم وحیا کا لباس پہن کر باہر نکلے۔ بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ نکلے تاکہ اس کی زیب و زینت خائن آنکھوں کی توجہ کا باعث نہ بن جائے۔ بارونق سڑکوں اور بازاروں کے بجائے خالی راستوں پر سفر کرے۔ اگر وہ خاوند کی مرضی کے بغیر بلاضرورت گھر سے باہر نکلے گی تو گناہ گار ہوگی۔ اسی طرح گھر سے باہر نکلنے کے علاوہ گھر کی چھت پر یا اونچی جگہوں پر بغیر خاوند کی اجازت کے نہ چڑھے اور پڑوسیوں کے ہاں بھی خاوند کی اجازت سے ہی جائے۔

ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے میں عورت کا ایک تو نماز کے لیے نکلنا ہے' کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)) (۷)

''اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں سے مت روکو''۔

اسی طرح عورت کا گاہے بگاہے اپنے والدین سے ملنے کے لیے نکلنا بھی ضرورت کے تحت آتا ہے اور خاوند کو اُس سے بھی منع نہیں کرنا چاہیے۔ ☆

عورت مسجد' بازار یا اس کے علاوہ کسی جگہ کے ارادے سے گھر سے نکلے تو زیب و زینت اختیار نہ کرے اور نہ ہی خوشبو لگائے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا قولِ مبارک ہے:

((اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ)) (۸)

''جب تم عورتوں میں سے کوئی عشاء کی نماز کے لیے نکلے تو اُس رات خوشبو نہ لگائے''۔

امام ترمذی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے:

((اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ' فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) (۹)

☆ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کے لیے گاہے بگاہے تیار ہوتی رہے اور اپنے خاوند کو بتائے کہ وہ صرف اس کی خاطر تیار ہوئی ہے یہ بات خاوند کے لیے بہت سکون کا باعث ہوتی ہے کہ اس کی بیوی اس کی خاطر تیار ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ عورتیں جب بازار' کسی فنکشن یا شادی میں جانے کے لیے گھر سے باہر نکلتی ہیں تو خوب بن سنور کر میک اَپ کر کے نکلتی ہیں' لیکن جب گھروں میں اپنے شوہروں کے پاس ہوتی ہیں تو عموماً ان سے پسینے کی بدبو آ رہی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو اپنے شوہروں سے یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے لیے زیب و زینت اختیار کرے لیکن اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ خواتین کا عمل اس کے برعکس ہے۔ (اضافہ از مترجم)

''عورت چھپانے کی چیز ہے' جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے''۔

اس حدیث میں ابن حبان نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں:

((وَاَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَبِّهَا اِذَا هِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا)) (۱۰)

''اور عورت اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو جائے''۔

امام حاکم نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اَيُّمَا امْرَاَةٍ اسْتَعْطَرَتْ، فَخَرَجَتْ، فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ)) (۱۱)

''کوئی عورت جب خوشبو لگائے' پھر گھر سے نکلے اور کسی قوم پر سے اُس کا گزر ہو تو وہ عورت زانیہ و بدکار ہے اور اس کی طرف اٹھنے والی ہر آنکھ بھی زانیہ ہے''۔

یہ تو واضح ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان عورت کے اپنے گھر میں ٹھہرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو گھر میں قید کر دیا گیا ہے' جیسا کہ بعض دشمنانِ اسلام اس بات کا پروپیگنڈا کرتے ہیں' بلکہ اس کے برعکس عورت کو گھر میں ٹھہرنے کا حکم اسلام نے اس لیے دیا ہے تاکہ اس کی حفاظت ہو اور اُس کی عزت و تکریم بھی ہو۔ وہ دوسروں کے ہاں ملازمت کر کے ذلیل ہونے کی بجائے گھر کی مالکن بن کر رہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ مخلوط محفلوں میں شرکت نہ کرنا اُن کی عزت اور وقار کو بڑھاتا ہے اور ایسی عورت قابل تعریف ہوتی ہے' کیونکہ کتنے ہی مفاسد اور نقصانات ایسے ہیں جو کہ عورتوں کے مردوں کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

اہل مغرب اس بات پر حیران ہیں اور انہیں یہ نہیں معلوم ہو رہا کہ کس طرح سے اپنے شہروں اور قوموں سے مرد و زن کی مخلوط مجالس کے فتنے کو روکیں' اگرچہ انہیں اس بات کا پختہ یقین ہے کہ اِن مخلوط محفلوں کا انجام عورت کی ذلت و رسوائی' اخلاقِ رذیلہ کا پھیل جانا اور اخلاقیات و آداب کی موت ہے۔ چنانچہ مشہور رائٹر لیڈی کوک رسالہ ''ایلو'' میں لکھتی ہیں:

''جس قدر مخلوط محفلوں کا رواج ہو گا حرامی بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔ عورت کے لیے اس سے بڑی آزمائش کیا ہو سکتی ہے کہ جو آدمی اس کے ساتھ جنسی تعلقات قائم

کرتا ہے بچے کی پیدائش پر اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ بے چاری فقرو فاقہ اور تکالیف برداشت کرتی ہے اور ذلت وحقارت اور ظلم وستم کے مراحل سے گزرنے کے بعد بالآخر موت کے دروازے تک جا پہنچتی ہے۔ جہاں تک فقرہ وفاقہ کا تعلق ہے تو چونکہ وہ حاملہ ہوتی ہے لہٰذا بچے کا بوجھ' سردرد اور گرمی وغیرہ اس کے کمانے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اور جہاں تک مشقت وتکلیف کا معاملہ ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ عورت معاشرے کی نگاہوں میں رذیل بن جاتی ہے اور اس تردد میں مبتلا ہو جاتی ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ کیا کرے۔ جہاں تک ذلت ورسوائی کی بات ہے تو اس سے زیادہ ذلت ورسوائی اور کیا ہو گی؟ اور جہاں تک موت کا تعلق ہے تو ایسی عورت خودکشی کے مشکل ترین راستے اختیار کرتی ہے۔ یہ اُس عورت کا حال ہے اور مرد اِن تمام چیزوں سے لاتعلق رہتا ہے۔ اب ہمیں ان باتوں کی تحقیق کرنی چاہیے اور ایسا حل تلاش کرنا چاہیے جو اِن مصائب کو بالکل ختم نہ سہی کم از کم کردے جن کی وجہ سے آج مغربی معاشرہ ذلت ورسوائی کی طرف جا رہا ہے۔ آج ہم ایسے راستے اختیار کریں جن کے ذریعہ ہم ان ہزاروں معصوم بچوں کو قتل ہونے سے بچا سکیں جن کا کوئی گناہ نہیں ہے''۔

اے والدین! تم کو وہ چند درہم جو کہ تمہاری بیٹیاں کارخانوں اور مختلف اداروں میں کام کر کے کما کر لاتی ہیں کہیں تمہیں اس انجام کی طرف نہ لے جائیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے! انہیں مَردوں سے دُور رہنے کی تعلیم دو' انہیں اُن پوشیدہ جالوں کے بارے میں باخبر رکھو جن کو اُن کے لیے بچھایا جاتا ہے۔

اعداد وشمار کی رپورٹیں یہ بات واضح طور پر بیان کر رہی ہیں کہ جس قدر مخلوط محافل کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اسی تیزی سے آزمائش ومصائب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آج ہمارا معاملہ اس قدر سنگین ہو چکا ہے کہ اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ افسوس اس بدنصیبی اور بدبختی پر!!

مشہور رائٹر مس آنی رود لکھتی ہیں:

''ہماری بیٹیاں اپنے گھر میں نوکروں کی طرح کام کریں' یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ باہر جا کر کارخانوں وغیرہ میں کام کریں۔ کیونکہ جب عورت باہر نکلتی ہے تو وہ آلودہ ہو جاتی ہے اور اس کی زندگی کی رونق ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتی ہے۔ کاش کہ ہمارے شہر بھی اسلام کے شہروں جیسے ہوتے جہاں شرم وحیا ہے''

پاکیزگی ہے' عزت ہے۔
پچھلی بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ عورت کا اپنے گھر میں ٹھہرنا اسے بہت بڑی آزمائشوں اور آفات سے بچالیتا ہے اور شریعتِ اسلامیہ کے عورت کو گھر پر ٹھہرنے کے حکم کی مصلحت عورت کا فائدہ اور راحت ہے۔ اسلام عورت کو اُن چیزوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے جن کی وجہ سے عورت کی شان' مرتبہ' راحت اور خوش نصیبی میں اضافہ ہو۔

(۴) خاوند کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر نہ دے:

عورت کے محاسن میں سے ہے کہ شوہر کے مال کو ضائع نہ کرے' چاہے وہ مال ذخیرہ کی شکل میں ہو' یا کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا لباس ہو' بلکہ اس کی حفاظت کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گی تو اس کا یہ عمل شوہر کے مال میں کمی کے ساتھ ساتھ ازدواجی محبت میں بھی کمی کا باعث ہوگا۔ اس طرح ازدواجی زندگی کی رونق ختم ہو جائے گی اور نیا پن پرانا ہو جائے گا اور یہی کوتاہی نفرت کا سبب اور ضد کی وجہ بن جائے گی۔ اسی وجہ سے بیوی کا یہ فرض ہے کہ مال کو ضائع کرنے سے بچے اور اس مال کو نفع بخش بنانے اور بڑھانے کی طرف توجہ دے۔ چنانچہ اگر وہ شوہر کے مال میں سے کچھ مال فقیر کو یا کسی اور کو دے دے' چاہے وہ کتنا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو' تو یہ شوہر کی اجازت سے ہو' یا کم از کم اس کے علم میں ہونا چاہیے۔

سنن ابی داوٗد اور سنن الترمذی میں ایک حدیث ہے' جسے امام ترمذی نے حدیث حسن کہا ہے۔ حضرت ابواُمامہ الباہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تُنْفِقُ امْرَاَۃٌ شَیْئًا مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا)) قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الطَّعَامُ؟ قَالَ :((ذَاکَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا)) (۱۲)

''کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے''۔
آپؐ سے کہا گیا: کیا کھانا بھی؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ تو ہمارا بہترین مال ہے''۔

اور اگر وہ عورت شوہر کی اجازت سے خرچ کرے گی تو دونوں اجر میں برابر ہوں گے' کیونکہ مرد نے کمایا اور اجر پایا' جبکہ عورت اس مال کا صدقہ کر کے اجر حاصل کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِھَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کَانَ لَھَا اَجْرُھَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِھَا اَجْرُہٗ بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُھُمْ

اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)) (۱۳)

''جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ اللہ کی راہ میں دیتی ہے تو جتنا وہ دیتی ہے اُسی قدر اُس کو اجر ملتا ہے بشرطیکہ یہ دینا بغیر کسی فساد کے ہو' اور اس کے شوہر کو بھی اجر ہوگا کیونکہ اس نے کمایا اور منتظم کے لیے بھی ایسا ہی اجر ہوگا' اور بعض کی وجہ سے بعض کا اجر کم نہ ہوگا''۔ ☆

(۲) خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے:

جب عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ رکھے گی تو محض بھوکی پیاسی رہے گی' بلکہ اسے اس روزے کا گناہ بھی ہوگا اور وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ عورت کا نفلی روزہ اس کے خاوند کی مرضی کے بغیر بالکل صحیح نہیں ہوتا۔ یہ تو نفلی روزوں کی بات ہے' البتہ جہاں تک فرض روزوں کا تعلق ہے تو اُس میں وہ خاوند کی اجازت کی محتاج نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَصُمِ الْمَرْاَۃُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ)) (۱٤)

''عورت کو اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی مرضی کے بغیر (نفلی) روزہ نہیں رکھنا چاہیے''۔ ☆☆

☆ عورت کو چاہیے کہ وہ شوہر کے مال کو اپنا مال سمجھے جب وہ شوہر کے مال کو اپنا مال سمجھے گی اور حقیقت بھی یہی ہے تو اس کو ضائع کرنے سے بچے گی۔ ہمارے ہاں عورتوں میں یہ عام عادت پائی جاتی ہے کہ وہ یہ سمجھتی ہیں شاید ان کے شوہروں کا مال ان کا اپنا مال نہیں ہے اس لیے وہ ضرورت سے زائد زیورات' کپڑے' گھریلو ساز و سامان بنانے کے لیے ہروقت اپنے شوہر کی جیب سے کچھ نہ کچھ نکلوانے کے چکر میں ہوتی ہیں۔ اور فضول جگہوں پر شوہر کا مال خرچ کر کے یہ سمجھتی ہیں کہ انھوں نے بڑا معرکہ مارلیا ہے۔ ایک اچھی بیوی ہمیشہ شوہر کے مال کو اپنا مال ہی سمجھتی ہے اور فضول خرچی کی بجائے کفایت شعاری کو اپنا اُسوہ بناتی ہے۔ (اضافہ از مترجم)

☆☆ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ازدواجی حقوق پورے کرنا نفل عبادت سے افضل ہے۔ بعض اوقات عورتیں کسی لڑائی جھگڑے یا طبیعت کی معمولی خرابی کی وجہ سے اپنے شوہروں کے ازدواجی حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں جو کہ مناسب نہیں ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی ایسی عورت کے بارے میں بہت سخت وعید آئی ہے جو کہ اپنے شوہر کے بلانے پر بستر پر نہیں آتی۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ)) (صحیح البخاری' کتاب بدء الخلق' باب ذکر الملائکۃ)

(۷) خاوند کو اپنی توجہ' وقت' محبت اور اسبابِ راحت فراہم کرے:

اس عورت میں کوئی خیر نہیں ہے جو اپنے خاوند کو اِس حال میں ملے کہ اس کا دل تنگ ہو' ماتھے پر تیوری چڑھی ہوئی ہو' کپڑے میلے ہوں' بدن پر گندگی ہو' اداسی چھائی ہو' چہرہ پژمُردہ ہو۔ ایسی حرکات کر کے عورتیں شیطان کے لیے دروازہ کھول دیتی ہیں اور لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا راستہ آسان بنا دیتی ہیں۔ ایسی حرکات ازدواجی زندگی کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے لیے کافی ہیں اور خاندانی نظام کو بگاڑنے میں عورت کی ایسی حرکات کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ پس عورت کو ایسی بری عادات سے بچنا چاہیے اور اسے خاوند کو مسکراہٹ اور فرحت کے ساتھ ملنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ تمام امور میں اپنے خاوند کی خوشی اور رضا کی متلاشی رہے اور جب خاوند سے ملے تو خوشبو لگا کر' میک اپ کر کے' جسم کو صاف ستھرا کر کے ملے۔ اسی طرح اپنے کپڑوں اور گھر کے ساز و سامان کو بھی صاف رکھے اور اپنے آپ سے پسینہ اور میل کی بدبو کو دور کرتی رہے۔ اپنے خاوند کے سامنے ایسے کھانے تیار کر کے پیش کرے جن کی وہ فرمائش کرے اور جن میں اس کی رغبت ہو۔

جب عورت یہ کام کرے گی تو وہ ان عورتوں میں سے ہو گی جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے گواہی دی ہے کہ وہ بہترین عورتیں ہیں۔ جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ''کون سی عورت بہترین ہے؟'' تو آپؐ نے فرمایا:

((اَلَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیْھَا)) (۱۵)

''وہ عورت جو اپنے خاوند کو خوش کر دے جب وہ اُس کی طرف دیکھے''۔

ایک بزرگ خاتون نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت درج ذیل نصیحت کی: اے میری

◀◀ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ (بستر پر آنے سے) انکار کر دے اور خاوند اس وجہ سے غصے میں رات گزارے تو ایسی عورت پر فرشتے صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لڑائی جھگڑے یا طبیعت کے آمادہ نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا ایک صبر آزما مرحلہ ہے لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی خاوند کی ضرورت کو پورا کرنا عورت کے لیے عبادت ہے بلکہ نفلی عبادات سے بھی افضل ہے اور مزید برآں اللہ کے رسول ﷺ کا حکم بھی ہے۔ غالباً اس میں حکمت یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے دوری کی وجہ سے کسی برائی میں نہ جا پڑے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ یہی ازدواجی تعلق دل کی نرمی' باہمی نفرت کو کم کرنے اور لڑائی جھگڑے کے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے۔ (اضافہ از مترجم)

بچی! اپنے بدن کی صفائی سے غافل نہ ہونا' بے شک بدن کا صاف رکھنا تیرے چہرے کو روشن کر دے گا' تیرے شوہر کی تیرے ساتھ محبت میں اضافے کا باعث ہوگا' تجھ سے مختلف امراض اور بیماریوں کو دُور کر دے گا اور تیرے جسم کو عمل پر آمادہ کرے گا۔ بدبودار عورت طبیعت پر ناگوار گزرتی ہے اور آنکھیں اور کان اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اور جب تو اپنے شوہر سے ملے تو ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ مل' کیونکہ محبت جسم ہے اور اس کی روح چہرے کی تروتازگی ہے۔

(۸) خاوند سے ایسا مطالبہ نہ کرے کہ جس کی وہ استطاعت نہیں رکھتا:

عورت پر یہ بات لازم ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ میانہ روی اور حسن تدبیر کے ساتھ زندگی گزار کر اس کی مدد کرے' اللہ نے جو رزق دے دیا ہے اس پر قناعت کرے اور اپنے خاوند سے زیادہ کھانے یا لباس کا مطالبہ نہ کرے' کیونکہ حرص کی ہوا محبت کی آگ کو بجھا دیتی ہے اور ناپسندیدگی کا گرد و غبار اڑاتی ہے۔ قناعت و میانہ روی عورت کی بہترین صفات میں سے ہے اور جب عورت کو قناعت مل جاتی ہے اور وہ اچھے اخلاق کو حاصل کر لیتی ہے تو یہ ممکن ہے کہ تھوڑے رزق کو اپنی اچھی تدبیر کے ذریعہ نفع بخش بنا لے اور اس میں اچھا تصرف کرے۔ اس کی قناعت کے ذیل میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ حرام سے بچ جائے' کیونکہ حرام کے کھانے میں ابدی ہلاکت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا قول ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ ، اَلنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ)) (۱۶)

''وہ جسم جنت میں نہ جائے گا جو حرام سے پروان چڑھا' وہ آگ کا زیادہ حق دار ہے''۔

اسلاف کی عورتوں کی عادت تھی کہ جب کوئی مرد گھر سے باہر کمانے کے لیے نکلتا تو اس کی بیوی یا بیٹی کہتی: حرام کمائی سے بچنا' بے شک ہم بھوک اور تکلیف تو برداشت کریں گے' لیکن آگ پر صبر نہیں کر سکتے۔ عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی تنگی یا مزاج کی خرابی کی وجہ سے دل چھوٹا نہ کرے اور اس کے مالی حالات تبدیل ہونے کی وجہ سے خود بھی تبدیل نہ ہو جائے' بلکہ تمام حالات کا مقابلہ صبر و رضا سے کرے۔ پس آزاد عورت تو وہ ہے جو تنگی میں بھی خاوند کے ساتھ ایسے ہی رہے جیسا کہ آسانی کے حالات میں۔ ہم نے ایسی فضیلت والی عورت کو بھی دیکھا ہے جو ہمیشہ تنگی کے ایام میں اپنے خاوند کی مدد کرتی ہے اور اس کے ساتھ تنگی کی

مشکلات کو برداشت کرتی ہے۔ چنانچہ وہ قطرہ قطرہ اکٹھا کر کے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتی اور اپنی مفلسی کو دُور کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ خوشحالی کا انتظار افضل عبادت ہے' اور یہ کہ تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے اور دنیا کی نعمتیں بعض اوقات آخرت میں آزمائش بن جاتی ہیں اور خوش بختی بعض اوقات بدبختی بن جاتی ہے۔

(۹) اپنے دینی فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے:

عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز' روزہ اور تمام دوسرے فرائض کو باقاعدگی سے ادا کرے۔ صبح سویرے بستر سے اٹھنے کے بعد اس کا پہلا عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ فجر کی نماز ادا کرے اور اس کے لیے اپنی اولاد کو بھی بیدار کرے تاکہ اس طرح سے اپنی اولاد اور شوہر کے لیے نماز ادا کرنے کے راستہ کو آسان بنائے۔ ☆

عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والی ہو' عبادت کا شوق رکھنے والی ہو' اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جاننے والی ہو اور اپنے دینی معاملات پر کسی شے کو مقدم نہ کرے۔

ابن حبان کی حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَۃُ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَحَفِظَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَھَا دَخَلَتْ جَنَّۃَ رَبِّھَا)) (۱۷)

''جب عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے' (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جائے گی''۔

☆ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بیوی کو دنیا کی نعمتوں میں سے سب سے بہترین نعمت قرار دیا ہے۔ آپ گا ارشاد ہے:

((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ))

(صحیح مسلم' کتاب الرضاع' باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ)

''دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور سب سے بہتر وہ چیز کہ جس سے اس دنیا میں فائدہ اٹھایا جائے' نیک بیوی ہے۔''

☆(۱۰) شوہر کی ناشکری نہ کرے اور اسکے ساتھ حسن سلوک کرے:

عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے حق کو اپنی ذات اور اپنے باقی رشتہ داروں کے حقوق پر ترجیح دے۔ شوہر کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے گھر والوں کا احترام کرے اور خاص طور پر اس کی ماں کا' کیونکہ وہ اس کی شادی کا سبب بنتی ہے۔ اسے چاہیے کہ گھر کی ذمہ داری اور باگ ڈور اپنے شوہر کی ماں کے سپرد کر دے' اس کی بات مانے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کرے۔ اکثر اوقات ماں اور بیوی کے درمیان اختلافات نکاح کے ٹوٹنے کا باعث بن جاتے ہیں' یا پھر خاوند ماں کی نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے ربّ کی رضا حاصل نہ کرنے کی وجہ سے خسارہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شوہر کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ جو وہ گھر میں لے کر آتا ہے اس پر اس کا شکریہ ادا کرے' چاہے وہ کھانے کی چیز ہو' کپڑے ہوں' پینے کی چیز ہو' پھل ہوں' گھر کا سامان وغیرہ ہو' کیونکہ منحوس عورتوں کی نشانی ہے کہ وہ اچھی باتوں پر تعریف نہیں کرتیں اور شوہر کے احسانات کا انکار کرتی ہیں۔

شوہر کا شکر ادا نہ کرنا اور اس کے اچھے سلوک کا انکار کرنا یہ اُن صفات میں سے ہے جو کہ اکثر عورتوں کو جہنم میں داخل کریں گی' خاص طور پر دوسری خصلت کہ عورت کا کثرت سے

☆عام عورتوں کی یہ عادت ہے کہ شوہر کو لعن طعن کرتی ہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اکثر عورتیں اسی سبب سے جہنم میں جائیں گی۔ اگر شوہر' بیوی سے کوئی زیادتی کرتا ہے تو بیوی کو چاہیے کہ وہ صبر کرے۔ اگر عورت صبر کرے گی تو دنیا میں بھی اسے اس کا اَجر ملے گا اور آخرت کا اَجر تو یقینی ہے۔ لیکن اگر عورت اپنے شوہر کی زیادتی کے بدلے میں اس پر لعن طعن کرے گی تو اس کا فوری اور دنیاوی نقصان تو عورت کو یہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات خاوند اپنی بیویوں کی زبان درازی سے تنگ آ کر ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں اور مار پیٹ تک نوبت آ جاتی ہے اگر خاوند مہذب ہو تو پٹائی تک تو نوبت نہیں آتی لیکن غصے میں طلاق ضرور واقع ہو جاتی ہے جس کا بھی سراسر نقصان عورت کو ہی ہوتا ہے۔ عورت کو جو خاوند کے سامنے زبان درازی سے روکا گیا ہے اس میں حکمت بھی یہی ہے کہ عورت کو خاوند کی مار پیٹ یا طلاق وغیرہ جیسے بڑے ضرر سے بچایا جائے۔ عورتوں کو چاہیے کہ اگر ان کے خاوند ان پر غصے ہوتے ہیں یا ان کو برا بھلا کہتے ہیں یا ان کی بے عزتی کرتے ہیں تو جواباً خاموش رہیں اور بالکل کچھ بھی نہ کہیں' صبر کریں اور خاوند کی اصلاح کے لیے اللہ سے دعا کریں اور اس کی زیادتی پر اللہ تعالیٰ کے ہاں شکایت درج کرا دیں۔ اگر عورت خاوند کے بالمقابل زبان درازی کرے گی تو اس کا نتیجہ سوائے طلاق کے اور کچھ نہیں نکلے گا۔ اکثر طلاق کے جو واقعات ہمارے پاس آتے ہیں ان کی میں طلاق واقع ہونے کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ عورت اپنے شوہر کو اپنی زبان سے پورا پڑنے کی کوشش کرتی ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مرد کا تو کچھ نہیں بگڑتا' سارا نقصان عورت کا ہی ہوتا ہے۔ (اضافہ از مترجم)

اپنے شوہر کو لعن طعن کرنا' جہنم میں جانے کا سبب بنے گا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقُلْنَ وَبِمَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) (١٩)

''اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو' کیونکہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم اکثر جہنم میں ہو''۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ایسا کیوں ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو''۔

اور جب شوہر پر تنگی ہو یا وہ کسی دن اپنے فرائض کو ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو اے میری مسلمان بہن! یہ مت بھول کہ اس نے تیرے ساتھ سابقہ ایام میں کیا بھلائیاں کی ہیں اور اللہ کے اس قول کو یاد کر:

﴿وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ﴾ (البقرۃ:٢٣٧)

''اپنے درمیان ایک دوسرے پر احسان کرنے کو مت بھولو''

اور ان عورتوں میں سے نہ ہو جا جن کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) (١٩)

''اگر تو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ عمر بھر اچھائی کرتا رہے' پھر کسی دن اس کو تمہاری طرف سے کوئی ناگوار بات پہنچ جائے تو کہتی ہے کہ میں نے تو تیری طرف سے خیر کبھی دیکھی ہی نہیں ہے''۔

اس کی نیکی میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کرے' ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے اور اولاد کی خاطر جو تکالیف دورانِ حمل و مابعد حمل اٹھانی پڑتی ہیں اُن کو برداشت کرے۔ بچوں کو بددعا نہ دے' ان کو سادہ زندگی اور مشکلات کو برداشت کرنے کا عادی بنائے' ان کے نظریات کو مہذب بنائے' دوسروں کا ادب کرنا سکھائے' ان کے دلوں میں ایمان و اسلام کی محبت ڈالے۔ نیکی کے کام ان کے نزدیک پسندیدہ بنائے اور ان کو برائی سے نفرت دلائے۔

بیوی کے شوہر پر حقوق

یہاں بھی ہم دس حقوق پر اکتفا کریں گے' تاکہ غیر ضروری طوالت سے بچا جا سکے۔اس سے پہلے کہ ہم اِن حقوق کا آغاز کریں' ہم یہ بات عورت اور اس کے اولیاء کے لیے بطورِ نصیحت ذکر کیے دیتے ہیں کہ انہیں اپنی بیٹی کے لیے اچھے اخلاق کے مالک' دین دار' مؤدب اور سمجھ دار شوہر کا انتخاب کرنا چاہیے۔انہیں شہرت' مال کی محبت اور جمال کے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ہمارے ہاں عورت سے رشتہ کرتے وقت ہمارے ہاں سب زیادہ جس چیز کو اہمیت دی جاتی ہے وہ اس کا حسن ہے جبکہ مرد کا انتخاب کرتے وقت اصل معیار اس کی ملازمت ہوتی ہے۔عورت کے اُولیاءکو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں جلدی اور عجلت پسندی سے کام نہ لیں اور لڑکے کی تلاش کرتے وقت اس کی دینداری اور حسن اخلاق کو ترجیح دیں۔عورتوں کے اپنے شوہروں پر درج ذیل حقوق ہیں:

(۱) حق مہر کی ادائیگی:

عورت کا اُس کے شوہر پر پہلا حق یہ ہے کہ وہ اُس کا مہر پورا پورا ادا کرے۔امام طبرانیؒ نے ''المعجم الصغیر'' اور ''المعجم الاوسط'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَیُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً عَلٰی مَا قَلَّ مِنَ الْمَھْرِ اَوْ کَثُرَ' لَیْسَ فِیْ نَفْسِہٖ اَنْ یُؤَدِّیَ اِلَیْھَا حَقَّھَا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ زَانٍ))(۲۰)

''جس شخص نے بھی کسی عورت سے شادی کی اور اس کے لیے تھوڑا یا زیادہ مہر مقرر کیا' لیکن اس کے جی میں اُس کا حق مہر ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ زانی ہوگا۔''

اسی طرح امام بیہقیؒ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

((مِنْ اَعْظَمِ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً' فَلَمَّا قَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْھَا طَلَّقَھَا وَذَھَبَ بِمَھْرِھَا))(۲۱)

''اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات عظیم ترین گناہوں میں شمار ہوتی ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے' پھر جب اپنی خواہش پوری کر لے تو اُس کو طلاق دے

دے اور اس کا حق مہر لے اُڑے۔"

ہاں اگر عورت اپنی آزاد مرضی سے شادی کے بعد حق مہر معاف کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ عورت کو یقین ہوتا ہے کہ ملنا تو ہے ہی نہیں' اب معاف ہی کر دیں تو کم از کم خاوند پر احسان ہی ہو جائے گا۔ خاوند کی طرف سے ایسا طرزِ عمل رکھنا جائز نہیں ہے۔ شریعت نے حق مہر کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے یہ زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور تھوڑا بھی۔

(۲) بیوی پر اپنی حیثیت اور معروف (رواج) کے مطابق خرچ کرنا:

شوہر کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ احسان وحسن سلوک کرے۔ اس کو خرچہ دے' اس کی ضروریات کا خیال رکھے' اس کے کپڑوں کا دھیان کرے' اس کے ساتھ خوش دلی سے معاملہ کرے اور بات میں نرمی اختیار کرے۔ کیونکہ اِن باتوں کے بارے میں شوہر سے سوال ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ سَائِلٌ کُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاہُ اَحَفِظَ اَمْ ضَیَّعَ؟ حَتّٰی یُسْاَلَ الرَّجُلُ عَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ))(۲۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگہبان (ذمہ دار) سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھنے والا ہے کہ کیا اس نے اپنی ذمہ داری پوری طرح سے ادا کی یا اسے ضائع کر دیا؟ یہاں تک کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

اسی طرح ابوداؤدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

((کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُضَیِّعَ مَنْ یَقُوْتُ))(۲۳)

"کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ جس کا ذمہ دار ہے اس کو ضائع کر دے۔"

اور شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لے اور نہ ہی اسراف کرے' بلکہ میانہ روی اختیار کرے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝﴾ (الاعراف)

"اور کھاؤ پیو' لیکن فضول خرچی سے کام نہ لو' بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

پس شوہر کے لیے لازم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارے اور نان نفقہ دینے میں اس کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرے۔☆سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے' جسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

((اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا' فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ)) (٢٤)

''خبردار! عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو' بے شک وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔''

آپ کی مراد یہ ہے کہ جس طرح قیدی بے بس اور لاچار ہوتا ہے یہی معاملہ عورتوں کا ہے وہ اپنے خاوندوں کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں۔ اب خاوندوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)) (٢٥)

''سنو! تمہاری عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے ساتھ کھانے اور پہننے کے ضمن میں احسان کا معاملہ کرو۔''

ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت حکیم بن معاویہ القُشیری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ — اَوِ اكْتَسَبْتَ — وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ)) (٧٨)

''یہ کہ تو اس کو کھلائے جو تو خود کھائے اور اس کو پہنائے جو تو خود پہنے' اور اس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اسے برا بھلا کہہ۔''

وہ مرد جو اپنی بیویوں کو گالیاں دیتے ہیں غصے ہوتے ہیں ان کو اپنی باتوں سے ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ ان کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے۔ اگر مرد عورت پر خرچ کرنے میں بخل سے کام لے تو عورت اپنی اور اولاد کی ضرورت

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے بارے میں وصیت کی ہے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:١٩)

''اور اُن کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔''

کے مطابق اس کے مال سے بغیر اجازت لے سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا قول ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے لیے تھا کہ:

((خُذِيْ مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)) (٢٧)

''تو معروف طریقے سے اتنا مال اپنے خاوند کے مال سے لے لے جو تجھے اور تیرے بچوں کو کفایت کر جائے۔''

بیوی کے ساتھ احسان میں یہ بھی شامل ہے کہ بیوی کو چھوڑ کر شوہر دعوتیں نہ اڑاتا پھرے' بلکہ بیوی کو بھی اپنے ساتھ عمدہ و لذیذ کھانوں میں شریک کرے۔ امام محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ ''میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ آدمی ہر جمعہ کو اپنے گھر والوں کے لیے حلوہ (سویٹ ڈش) تیار کرے۔''

اس قسم کے کام عرف و عادت اور معاشرے کے رسم و رواج کے مطابق شوہروں کو کرتے رہنا چاہئیں۔ جب بھی شوہر کھانا کھائے اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کر کے ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھائے۔

امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اس گھر پر رحمتیں بھیجتے ہیں جو اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں''۔

اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے میں برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی قول ہے:

((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ)) (٢٨)

''اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جایا کرو' تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

اور یہ بات بھی آداب میں داخل ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو بقیہ کھانا صدقہ کرنے کا حکم دے' اور ایسا کھانا کہ جو اگر چھوڑ دیا جائے تو خراب ہونے کا اندیشہ ہو' اُس کو بھی صدقہ کرے۔ مزید یہ کہ روٹی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کرے' انگلیوں اور برتن کو چاٹ کر صاف کرے اور پلیٹ میں کھانا باقی نہ چھوڑے۔ اور مرد کو اس بات کی امید رکھنی چاہیے کہ اپنی بیوی اور اپنے خاندان کے دوسرے افراد پر جو وہ خرچ کرتا ہے اسے اس کا اجر ملے گا۔ وہ جب بھی گھر والوں پر خرچ کرے تو فرض کی ادائیگی کی نیت کرے' تا کہ اللہ کے حکم پر عمل ہو سکے اور اپنے گھر والوں کو دوسروں کی محتاجی سے بچا سکے۔ امام مسلمؒ نے ابومسعودؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا اَنْفَقَ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃً وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃٌ)) (۲۹)

''جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرے اور ثواب کی امید رکھے تو یہ اُس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

اسی طرح امام مسلمؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ رَقَبَۃٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ)) (۳۰)

''ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہو' اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غلام کو آزاد کرانے کے لیے خرچ کرتے ہو' اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی مسکین پر خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔ ان میں سب سے زیادہ اجر اُس دینار کا ہے جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔''

اور جو کوئی اللہ کی رضا کے لیے اپنی بیوی اور گھر کے افراد پر خرچ کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسا لباس خرید کر نہ دے جو کہ قومی اقدار کا آئینہ دار اور سنجیدہ لباس نہ ہو' اور اپنی بیوی کو مغربی طرز کے مختصر' باریک' چمکدار اور بھڑکیلے لباس سے منع کرے' کیونکہ ایسے لباس کا خریدنا آخرت میں عذاب کا باعث ہے اور دنیا میں اپنے وطن سے غداری کے مترادف ہے۔

(۳) بیوی پر حلال طریقے سے خرچ کرنا:

شوہر کو جن باتوں کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے اُن میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اہلیہ اور گھر کے باقی افراد پر حلال اور پاکیزہ طریقے سے رزق کما کر خرچ کرے۔ اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بیوی بچوں کے لیے وہ گناہ اور بدنامی کے دروازے کھولے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنے اوپر بھی اور ان کے اوپر بھی ظلم کرے گا۔ حرام کمائی' دنیا میں شرمندگی اور آخرت کی تباہی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے بیوی بچوں کو حرام کھلاتا ہے تو عموماً اس کی اولاد اس کی نافرمان ہی نکلتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ اَلنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ)) (۳۱)

''وہ جسم جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا جو کہ حرام سے پروان چڑھا۔ اس کے لیے آگ

زیادہ بہتر ہے"۔

اور قرآن مجید میں ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم:٦)

"اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے' اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو کہ سخت اور تند خو ہیں' وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اس کام میں جس کا وہ ان کو حکم دے' اور جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے اسے وہ بجالاتے ہیں۔"

اور صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) (٣٢)

"خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

"اور آدمی اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

(۴) بیوی کی دینی تعلیم کا مناسب انتظام کرنا:

عورت کی تعلیم مرد کے ذمہ ہے اور یہ عورت کا حق ہے۔ اہل علم نے کہا ہے کہ جب تک کوئی آدمی اپنی بیوی کی ضروری تعلیم کے لیے کوشاں رہتا ہے عورت پر علماء سے سوال کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے۔ اسی طرح اگر مرد علماء سے سوال پوچھنے میں عورت کی نیابت کرے اور خود علماء سے رابطہ کر کے بیوی کو مسائل سے آگاہ کردے تو پھر بھی عورت کے لیے گھر سے نکلنا ممنوع ہے۔ اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو پھر عورت دین کے بارے میں سوال کرنے کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور مرد اگر اس کو منع کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ اور جب عورت

نہیں کرتا تو وہ گناہ گار ہوگا' کیونکہ احکامِ دینیہ' جن کا تعلق عقائد وعبادات اور معاملات سے ہے' ان کا سیکھنا ہر بالغ مَرد وعورت پر فرض ہے۔

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کی دینی تعلیم کے معاملے میں بھی ایسی ہی حرص کا مظاہرہ کرے جیسا کہ اس کے کھانے اور کپڑوں کے معاملہ میں مَرد حضرات حساس ہوتے ہیں' کیونکہ ایسی ضرورت جس سے عورت کی آخرت سنور جائے' اس ضرورت سے کئی گنا بہتر ہے جس سے اس کا صرف پیٹ بھرا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ''۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شوہر بیوی کی تعلیم کا ذمہ دار ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو اہل سنت کے عقائد کی تعلیم دے اور ہر اُس بدعت کو جو کہ اس کے دل میں اتر گئی ہو' زائل کرے۔ اس کو وضو' طہارت' غسل' حیض' نفاس' استحاضہ' نماز اور روزہ کے متعلق احکامات کی تعلیم دے۔ علم کے بغیر عبادت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ پانی کے اوپر لکھنا۔ حضرت سہل تُستریؒ فرماتے ہیں:

''اللہ کی نافرمانیوں میں سب سے بڑی نافرمانی جہالت ہے''۔

حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

اَدِّبُوْهُمْ وَعَلِّمُوْهُمْ ''اُن کو ادب سکھاؤ اور اُن کو تعلیم دو''۔

حضرت قتادہؒ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ:

''تم اُن (اپنے اہل وعیال) کو اللہ کی اطاعت کا حکم دو' ان کو نافرمانی سے روکو' ان پر اللہ کا حکم قائم کرو' ان کو اللہ کا حکم سناؤ اور شریعت پر چلنے کے معاملے میں ان کی مدد کرو۔ جب تم کوئی نافرمانی دیکھو تو اُن کو ڈانٹ ڈپٹ کرو''۔

اور اچھی بات تو یہ ہے کہ عورت کی دینی تعلیم میں اخلاقیات اور تاریخ کا بھی مطالعہ ہونا چاہیے۔ خاص طور پر سیرت النبی ﷺ اور اُمہات المؤمنینؓ کے حالاتِ زندگی کا' تاکہ وہ اپنی ذات کا تزکیہ کر سکے' اس کی عقل میں وسعت پیدا ہو' اس کے اندر فضائل کی محبت اور مکارمِ اخلاق رچ بس جائیں' وہ اپنے خاوند کے ساتھ خوش ہو اور اُس کا خاوند اُس کے ساتھ خوش ہو اور اپنی زندگی کو خوشی خوشی گزارے۔

جہاں تک لکھنے پڑھنے' بعض ضروری علوم اور گھر کے کام کاج کی تعلیم کی بات ہے تو یہ

عورت کی ابتدائی تربیت میں شامل ہونا چاہیے' تا کہ بعد میں عورت کو اس بنیادی تعلیم کے حصول پر ابھارنے اور شوق دلانے کی ضرورت نہ رہے۔

میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ احادیث کی کتب میں موجود 'کتاب النکاح' کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ اس میں عموماً خاندانی نظام اور اس کی تدبیر و تنظیم سے متعلقہ احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

(۵) بیوی کے رازوں کو فاش نہ کرنا☆:

یہ عورت کی عزت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے اور اس کے ساتھ وفا کا تقاضا بھی ہے کہ شوہر' میاں بیوی کے مشترک معاملات کو نہ پھیلائے۔ اگر شوہر بیوی کی خفیہ باتوں کو افشا کرتا ہے تو یہ عہدِ زوجیت کے منافی ہوگا اور عورت کے ساتھ خیانت اور اسے تکلیف دینے کے مترادف ہوگا۔ اس طرح کی حرکات سے شوہر عورت کو اُس کے بلند مقام سے گرا دینے کا مرتکب ہوگا۔ ایسا رویہ اس کی بے مروّتی' بدمزاجی اور بد اخلاقی کی دلیل ہوگا۔ بعد ازاں یہی وعدہ خلافی میاں بیوی کے درمیان اختلافات کی آگ بھڑکنے اور ضد و ہٹ دھرمی (اور عدم اعتماد) میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

شریعت میں بھی اس قبیح فعل کی حرمت اور اس کے فاعل کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ امام مسلم اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِيْ اِلَى امْرَاَتِهِ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ' ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)) (۳۳)

''بے شک لوگوں میں بدترین آدمی اللہ کے ہاں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے خواہش پوری کرتا ہے اور اس کی بیوی اس سے خواہش پوری کرتی ہے' پھر وہ اپنی بیوی کے راز کو افشا کر دیتا ہے۔''

(۶) بیوی کے معاملے میں غیرت کھانا اور اُس میں اعتدال کی روش:

عورت کے معاملے میں مَرد کا غیرت مند ہونا اس کی عظمت کی علامت ہے۔ خود دار اور باوقار لوگ ایسی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ مَرد کے دل میں غیرت کا جذبہ اس کی

☆ بعض شوہروں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے دوستوں میں بیٹھتے ہیں تو اپنی بیویوں کے بارے میں بے ہودہ قسم کا ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ مَرد کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے کہ اپنے اور بیوی کے مابین تعلقات کے بارے میں اپنے دوستوں کو آگاہ کرے۔

مَردانگی کی دلیل ہے۔ مَرد کی سب سے بڑی خامی اگر کوئی ہوسکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت مند نہ ہو۔ اسی طرح مَرد کی سب سے اہم صفت جو کہ اس کی عزت وحمیت سے متعلق ہے' وہ عورت کے معاملے میں اس کا غیرت مند ہونا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھانا ہے۔

دینِ اسلام اس لیے آیا ہے کہ مکارمِ اخلاق کو مکمل کرے اور اخلاق کی تکمیل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس ذمہ داری کو اچھی طرح سے نبھایا جائے' تاکہ عورت ہر اُس چیز سے بچ سکے جو اُسے شک میں ڈال سکتی ہے۔ اسلام نے اجنبی مَرد وعورت کے اختلاط کو اس لیے منع کیا ہے تاکہ عورت کو تہمت اور شکوک وشبہات کا نشانہ بننے سے بچایا جا سکے۔ اسی طرح عورت کا بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نکلنا اور میک اپ وغیرہ کر کے خوشبو لگا کر چلنا بھی حرام ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

''تم حیا کیوں نہیں کرتے؟ تم غیرت کیوں نہیں کھاتے؟ کیا تم اپنی عورت کو اجازت دیتے ہو کہ وہ گھر سے باہر نکلے اور مَرد اُس کو دیکھیں اور وہ مَردوں کو دیکھے؟''

حافظ سمعانی نے ''الانساب'' میں موسیٰ بن اسحاق الخطمی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بہت فصیح اللسان' متقی' ثقہ اور کثیر السماع قاضی تھے۔ ابوعبداللہ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ موسیٰ بن اسحاق کی مجلس میں حاضر ہوا جبکہ وہ ''رَے'' کے قاضی تھے۔ ایک عورت اُن کے سامنے پیش ہوئی جس کے ولی نے اس کے شوہر پر پانچ سو درہم حق مہر کا دعویٰ کیا۔ شوہر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا۔ قاضی نے گواہی مانگی۔ ولی نے کہا میں اُن گواہوں کو حاضر کر دیتا ہوں۔ قاضی نے ایک گواہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر بتائے کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں وہ گواہی دے رہا ہے۔ وہ گواہ کھڑا ہو گیا۔ عورت سے کہا گیا تو بھی کھڑی ہو جا۔ اُس وقت شوہر نے کہا تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ تو وکیل نے کہا یہ گواہ تمہاری بیوی کے چہرے کو دیکھے گا تاکہ وہ اس کو پہچان سکے۔ اِس پر شوہر نے اسی وقت کہا کہ میں قاضی کے سامنے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس عورت کا اتنا حق مہر میرے ذمہ ہے' تم اس کے چہرے کو نہ کھولو۔ عورت کو واپس بھیج دیا گیا اور جو اُس کے شوہر نے کہا تھا اس کی خبر اسے دی گئی تو اس نے کہا: ''میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے اس کو یہ حق مہر معاف کر دیا اور میں دنیا وآخرت میں اپنے اس حق سے دست بردار ہوتی ہوں''۔ تو قاضی نے کہا: ''یہ مکارمِ اخلاق میں سے ہے''۔ ان قاضی صاحب کی ولادت ۲۱۰ھ میں ہوئی اور انہوں نے

اہواز میں ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسی جگہ غیرت کا مظاہرہ کرے جہاں واقعتاً غیرت کی ضرورت ہو اور خواہ مخواہ ظن و تخمین سے کام نہ لے اور باطنی امور کو تجسس کے ذریعہ نہ کھولے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس پر خواہ مخواہ تہمت اور الزام لگائے۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے جابر بن عتیکؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ))(۳۴)

''ایک غیرت ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک غیرت ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ پس جس غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ شکوک و شبہات کی جگہ غیرت کھانا ہے اور جس غیرت کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ شکوک و شبہات کے علاوہ غیرت کھانا ہے۔'' ☆

☆ بعض مردوں کو تقوے کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک کل دین اپنی عورت کا پردہ بن جاتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں ان کو اس بات کی فکر لاحق ہوتی ہے کہ کوئی مرد ان کی بیوی کو پردے میں بھی نہ دیکھ سکے۔ اور اگر بیوی گھر میں کوئی فون اٹنڈ کر لے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ پردے کے احکامات اسلام میں ہیں لیکن ان میں اس درجے غلو کرنا بالکل بھی مناسب نہیں ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی زیادہ غیرت مند بننے کا مظاہرہ کرے، میرے ایک دوست نے ایک دفعہ شکایت کی کہ ان کی غیر موجودگی میں ان کی اہلیہ کو گھر کے دروازے پر جا کر دودھ لینا پڑتا ہے جبکہ ان کے والد صاحب بھی گھر میں موجود ہوتے ہیں۔ ہمارے دوست یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح وہ اپنے والد صاحب کو مجبور کریں کہ وہ دروازے پر جا کر گوالے سے دودھ لیا کریں۔ میں نے اپنے ان دوست کو قرآن کی یہ آیت پیش کی:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾

''اور جب تم ان (یعنی ازواج مطہرات) سے سوال کرو کسی چیز کے بارے میں تو ان سے پردے کے پیچھے سے سوال کرو۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں بیان کیا کہ وہ صحابہؓ کو پردے کی اوٹ میں کوئی چیز دے سکتی ہیں اور ان سے ضرورت کے مطابق بات بھی کر سکتی ہیں۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں اتنی غیرت بھی اچھی نہیں ہے جو کہ شرعی نصوص کے خلاف ہو اور اس کے گھر والوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈال دے۔

(۷) بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا:

اللہ تعالیٰ نے روزمرہ زندگی میں عورت کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:۱۹)

''اور اُن کے ساتھ معروف طریقے سے (حسن سلوک کے ساتھ) زندگی گزارو۔''

حسنِ خُلق تمام صفاتِ کمال کو شامل ہے اور جو کوئی حسنِ اخلاق کو اختیار کر لیتا ہے وہ سعادت اور خوش بختی کو پالیتا ہے اور سکون کی زندگی بسر کرتا ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ بیوی کے ساتھ حسنِ خلق اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ مَرد کا عورت کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ عورت کے ساتھ زبان کے استعمال میں لغزش سے بچ سکے گا۔ بہت سے جملے ایسے ہوتے ہیں جو کہ بات بڑھانے کا سبب بنتے ہیں اور اکثر اوقات زبان انسان کی آزمائش کا سبب بنتی ہے۔ اور بہت سارے سر زبان کی وجہ سے تن سے جدا ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کے حقوق کی تعظیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مَردوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

﴿وَاَخَذْنَ مِنكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ (النساء:۲۱)

''اور وہ تم سے پختہ وعدہ لے چکی ہیں''۔ ☆

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں تین باتوں کی تاکید فرمائی۔ اِن باتوں کی نصیحت کرتے ہوئے آپؐ کی زبان لڑکھڑانے لگی اور آپ کی آواز پست ہو گئی۔

☆ ہمارے ہاں مردوں کی یہ عادت ہے کہ وہ لڑائی جھگڑے کے وقت اپنی بیویوں کو گالیاں دیتے ہیں، فضول بکواس کرتے ہیں، ان پر الزام تراشی کرتے ہیں اور ان کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ظلم ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بعض مرد اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے پھر عدت ختم ہونے سے پہلے ان سے رجوع کر لیتے تھے تاکہ ان کو تنگ کر سکیں اور ان پر ظلم کر سکیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرۃ:۲۳۱)

''اور تم اپنی بیویوں کو تنگ کرنے کے لیے نہ روکے رکھو تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ پس جس نے ایسا کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔'' (اضافہ از مترجم)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنی بیوی کو حیلے بہانوں سے تنگ کرے گا اس پر ظلم کرے گا وہ درحقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے کیونکہ آخرت میں اسے اپنی بیوی پر اس ظلم وزیادتی کا بدلہ دیا جائے گا۔

آپؐ کہہ رہے تھے:

((اَلصَّلَاۃَ! اَلصَّلَاۃَ! اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ)) (۳۵)

''نماز' نماز! اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں (یعنی غلام اور بیویاں) اُن کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ' فَاِنَّ الْمَرْاَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ' وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ' فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ' وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ)) (۳۶)

''عورتوں کے بارے میں مجھ سے وصیت حاصل کرلو۔ بے شک عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اُس کو توڑ دو گے اور اگر اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی' پس عورت کے بارے میں وصیت حاصل کرلو۔''☆

(۸) عورت کی بدمزاجی اور برے اخلاق کو برداشت کرنا:

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیوی پر شفقت و رحم کرتے ہوئے اس کی غفلتوں سے چشم پوشی اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کو والدین کے ساتھ حسن سلوک سے تشبیہہ دی ہے۔ جیسا کہ والدین کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ شوہروں کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کے مضمون پر غور وفکر کریں' اس کو زبانی یاد کرلیں اور اس کو اپنے بیڈروم میں لکھ کر لگالیں تاکہ صبح شام اس پر نظر پڑتی رہے کیونکہ عموماً شوہروں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیگمات کی اصلاح ڈنڈے کے ساتھ اور ان کو دبا کر کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے شوہر عموماً اپنی بیویوں کی اصلاح نہیں کرپاتے اور نتیجتاً ان کو طلاق دے کر فارغ ہوجاتے ہیں۔ بلاشبہ جب بھی کسی عورت کو طلاق ہوتی ہے تو اس میں عورت کا بھی قصور ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ شوہر نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کو مدنظر نہیں رکھا ہوتا۔

مردوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتظامی معاملات چلانے کے لیے عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کے اس دیے ہوئے اختیار کو غلط استعمال نہ کریں۔ ہمارے ہاں مرد یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ شریعت نے ان کو گھر کا سربراہ بنایا ہے اس لیے اب ان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے جس قسم کا چاہیں سلوک روا رکھیں' ان کے ساتھ زیادتی کریں یا ان پر ظلم کریں۔ خبردار! اگر مرد عورت پر زیادتی کرے گا تو اسے اللہ کے ہاں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ (اضافہ از مترجم)

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان:١٥)

''اور اُن دونوں سے دنیا کے معاملہ میں بھلائی کر۔''

اسی طرح بیویوں کے بارے میں حکم دیا کہ:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ج﴾ (النساء:١٩)

''اوران کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

عورت کے غصے کو برداشت کرنا اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاقِ عالیہ میں سے ہے۔ آپ ﷺ اپنی بعض بیویوں کی طرف سے پہنچنے والی زبانی اذیت کو برداشت کرتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (٣٧)

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے لیے رحیم وشفیق کسی کو نہیں دیکھا۔''

اگر عورت میں کچھ بُرے اخلاق ہوں جن کو خاوند ناپسند کرتا ہو تو اُس میں ایسے بہت سارے اچھے اخلاق بھی لازماً ہوں گے جن کو مرد پسند کرتا ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ اُن اچھے اخلاق کو دیکھے اور بیوی کی برائی کے بدلے میں اس سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ اسی بارے میں آپ ﷺ کا قول ہے:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ آخَرَ)) (٣٨)

''کوئی مؤمن مرد (اپنی) مؤمن عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو کسی دوسری عادت کو پسند بھی تو کرتا ہے۔''

(٩) بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا:

خوش طبعی سے عورتیں زندگی میں خوشگواری محسوس کرتی ہیں اور تروتازہ رہتی ہیں۔ گھر کے کام کاج میں چستی ونشاط پیدا کرنے میں بھی خوش طبعی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ ان کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو فرماتے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دوڑ بھی لگاتے۔ ایک دفعہ وہ آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئیں، اور کبھی آپ ﷺ بھی اُن سے آگے بڑھ جاتے۔ آپ ﷺ نے اسی پر ایک دن فرمایا:

((هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ)) (٣٩)

''یہ (جیتنا) تمہارے اُس جیتنے کے بدلے میں ہے۔''

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) (٤٠)

''اہل ایمان میں کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں' اور تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اخلاق کے معاملے میں بہتر ہیں۔''☆

شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات میں سے بیوی بچوں کے لیے وقت نکالے۔ بیوی کے ساتھ خوش طبعی میں اچھی نیت رکھے اور اس کے ساتھ خوش طبعی میں اس حد تک نہ نکل جائے کہ اس کے اخلاق کو بگاڑ دے اور اسے جری بنا دے۔ ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنا اچھی بات ہے۔ شوہر کے لیے لازم ہے کہ عورت کی موافقت و مخالفت میں حق بات کو ترک نہ کرے' کیونکہ زمین و آسمان اور ان میں موجود ہر شے کا قیام بھی عدل پر منحصر ہے۔

(۱۰) تعدّدِ ازواج کی صورت میں عدل سے کام لینا:

جب کسی آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اُس کے ذمہ ہے کہ ان کے درمیان شریعت کے احکام کے مطابق عدل کرے۔ عجیب ترین بات یہ ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تعدّدِ ازواج اسلام میں بغیر کسی شرط و نظام کے جائز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تعدّدِ ازواج مَردوں کے علاوہ عورتوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے' کیونکہ بعض اوقات جنگ کے حالات میں مَردوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے' عورتیں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور انہیں اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے کوئی مَرد میسر نہیں آتا۔ اسی طرح

☆ بعض شوہروں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی ملازمت اور کاروبار میں اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ اپنے بیوی بچوں کو بالکل وقت نہیں دے پاتے۔ وہ ساری دنیا کے لیے اچھے ہوتے ہیں لیکن ان کے اہل و عیال کو ان سے شکایتیں ہوتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کسی شوہر کے اچھے ہونے کا معیار اس بات کو ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے حق میں کتنا اچھا ہے اور اچھا شوہر وہی ہے کہ جس کی بیوی بچے' والدین اور بہن بھائی اس کے حسنِ سلوک اور اخلاقِ حسنہ کی گواہی دیں۔

بعض عورتیں بانجھ ہوتی ہیں، جبکہ شوہر کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے، بعض عورتیں ہم بستری کے لائق نہیں ہوتیں، یا اُن کو مختلف قسم کے پیچیدہ امراض ہوتے ہیں یا وہ جنسی افعال سے گھبراتی اور دور بھاگتی ہیں، جبکہ شوہر اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسری شادی مرد کے علاوہ عورت کے لیے بھی آسودگی کا باعث ہوتی ہے۔ ☆

علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جس شخص کو عورتوں کے درمیان تقسیم اور نشوز (عورت کا خاوند کی اطاعت نہ کرنا) کے احکامات معلوم نہ ہوں اس کے لیے تعدّدِ ازواج حرام ہے۔ اور جو کوئی ان احکامات کا علم حاصل کیے بغیر ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے دنیا میں بھی عتاب کا شکار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ظالموں میں سے اٹھایا جائے گا۔

شوہر پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کے ساتھ کھانے پینے، کپڑوں، رہائش اور وقت کے معاملے میں احسان کی روش اختیار کرے۔ اُن سب کو ایک گھر میں اکٹھا کرنا ان کی رضامندی کے بغیر حرام ہے۔ اور جس کی باری ہو اُس کو چھوڑ کر بلاضرورت کسی دوسری بیوی کے پاس جانا بھی حرام ہے۔ جب کہیں سفر کے لیے نکلے تو اُن کے درمیان قرعہ اندازی کرلے اور ایک کو اپنے ساتھ لے لے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اگر ایک رات کسی عورت کی حق تلفی کی ہو تو اُس کی قضا ادا کرے، کیونکہ اس کی قضا اس پر واجب ہے۔

آپ ﷺ کا قولِ مبارک ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ ، فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)) (٤١)

☆ ہمارے معاشروں میں عموماً دوسری شادی کو عورتیں گناہ کبیرہ سمجھتی ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جو شوہر دوسری شادی کرتے ہیں وہ اپنی پہلی بیویوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے حقوق پورے نہیں کرتے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دوسری شادی کرنے میں اصل فائدہ عورتوں کا ہے۔ عام طور پر عورتیں اپنے شوہروں کے مظالم اس لیے سہنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کو ایک بار طلاق ہو گئی تو ساری عمر اپنے والدین کے سر پر بوجھ بن کر بیٹھا رہنا پڑے گا۔ اگر کسی معاشرے میں دوسری شادی کو رواج دے دیا جائے تو ایسی بہت ساری مطلقہ اور بیوہ عورتوں کی زندگی سنور سکتی ہے جو کہ اپنے سابقہ شوہروں کی وفات یا ان سے علیحدگی کے نتیجے میں تنگ دستی کی زندگی بسر کر رہی ہوتی ہیں۔ اسلام نے تعدّدِ ازواج کی اجازت دی ہے اور اس کے ساتھ کچھ شرائط بھی مقرر کی ہیں جن سب کا مرکز و محور عدل ہے۔ ان شرائط کا مقصد عورت کو راحت پہنچانا یا اس سے تکلیف کو دور کرنا ہے۔ (اضافہ از مترجم)

''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھک جائے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔''

امام مسلمؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ـــــ وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ ـــــ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِھِمْ وَاَھْلِیْھِمْ وَمَا وَلُوْا)) (٤٢)

''بے شک اللہ کے نزدیک انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے' اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے فیصلوں میں' اہل وعیال کے بارے میں اور جن کے وہ نگران ہوں اُن کے معاملے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔''

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِہٖ وَجْعُہٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَہٗ اَنْ یُمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَہٗ (٤٣)

''جب (آخری ایام میں) رسول اللہ ﷺ کا جسم بیماری کی وجہ سے بوجھل ہو گیا اور آپ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے میرے گھر میں بیماری کے ایام گزارنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی۔''

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (النساء:٣)

''پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو ایک (بیوی) ہی کافی ہے۔''

یہ آیت ان لوگوں کے ردّ کے لیے کافی ہے جو کہ مطلقاً تعدّدِ ازواج کو مباح سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ اگر تعدّدِ ازواج کی اجازت نہ ہوتی تو نہ جانے کتنی عورتیں ساری زندگی کے لیے گھر میں اکیلی بیٹھی رہتیں اور اُن کے شرعی نکاح کی نوبت نہ آتی۔ اس طرح اُن کی نسل کا سلسلہ بھی رک جاتا اور فتنہ وفساد کے ایسے دروازے ان کے لیے کھل جاتے جن میں معاشرے کا بگاڑ ہے۔ پس ایک ایسی اُمت جو کہ اپنی نسل کو بڑھانا چاہتی ہو اور اپنے مردوں کی تعداد میں اضافہ چاہتی ہو' جو پاکیزگی وعفت کی علمبردار ہو اور

رقص وسرود اور بے حیائی کے دروازوں کو بند کرنا چاہتی ہو اس پر لازم ہے کہ تعدّدِ ازواج کی تائید کرے اور اس کے فوائد کو لوگوں میں عام بیان کرے۔ جن لوگوں نے تعدّدِ ازواج سے منع کیا انہوں نے عورتوں کے لیے زنا و بدکاری کے دروازے کھول دیے' جس سے رقص و سرود اور بے حیائی کی محفلوں میں اضافہ ہوا' عورت اپنے آپ کو مطلق آزاد سمجھنے لگی' عورتوں میں آتشک اور سوزاک جیسے جنسی امراض پیدا ہونے لگے۔ ان کی تعداد کم ہوگئی' بے حیائی عام ہوگئی اور ان کی آئندہ آنے والی نسلیں بیمار پیدا ہونے لگیں۔ ان تمام تر برائیوں سے خلاصی کی ایک ہی صورت ہے' اور وہ یہ کہ تعدّدِ ازواج سے متعلق اسلام کی منشا کی طرف رجوع کیا جائے۔

حرف آخر☆

آخر میں ہم اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں کو چند نصیحتیں کریں گے:

(۱) ایک تو یہ کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کے معاملے میں اللہ سے ڈریں اور ان کو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کریں اگر کسی جگہ ایک فریق سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ دوسرے فریق سے معافی مانگے۔ میاں بیوی میں اختلاف ہونا یا اس کی بنیاد پر کوئی لڑائی ہونا ایک فطری اَمر ہے لیکن اس لڑائی کا یہ نتیجہ نہ ہو کہ نوبت طلاق تک پہنچ جائے۔ اگر کبھی کوئی لڑائی ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ وہ لڑائی میں اپنے شوہر کے گھر کو نہ چھوڑے۔ اسی طرح خاوند کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ لڑائی میں اپنی بیوی کو گھر سے نکالے جیسا کہ ہمارے ہاں عام طور پر جہلاء کرتے ہیں۔ عورت اگر ایک دفعہ شوہر کے گھر سے نکل جائے تو اس سے معاملہ خراب سے خراب ہوتا چلا جاتا ہے۔ میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے جھگڑوں کو زندگی کا ایک حصہ سمجھ کر قبول کریں اور ان کی بنیاد پر علیحدگی جیسے انتہائی اقدامات سے گریز کریں۔ مل کر بیٹھیں اور اپنے جھگڑوں کو ممکن حد تک خود حل کرنے کی کوشش کریں۔ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کروانا اور جدائی ڈالنا شیطان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ آپ کی حدیث ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا فَعَلْتَ شَيْئًا قَالَ

☆ ''حرف آخر'' مترجم کی جانب سے اضافہ ہے۔

وَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ أَوْ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ)) (٤٤)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک ابلیس لعین اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو (دنیا کے مختلف کونوں) میں بھیجتا ہے۔ ابلیس لعین اپنے چیلوں میں سے اس کو سب سے زیادہ اپنے قریب رکھتا ہے جو کہ (دنیا میں) سب بڑا فتنہ پھیلاتا ہے۔ ابلیس کے چیلوں میں سے ایک اس کے پاس آتا ہے اور اس کو خبر دیتا ہے کہ اس نے فلاں فلاں کام کیا ہے تو ابلیس لعین کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ ابلیس لعین کا ایک چیلہ اس کے پاس آ کر کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کروادی۔ راوی کہتے ہیں کہ (یہ بات سن کر) ابلیس اپنے اس چیلے کو اپنے قریب کر لیتا ہے یا اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے اور اس کو کہتا ہے کیا ہی خوب کام تو نے کیا ہے!''

میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کو اپنے بیڈ روم میں لکھ کر لگا لیں۔ تاکہ یاددہانی ہوتی رہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مرد کا زیادہ پیچھا کرتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار ہوتا ہے اور شیطان کی یہ پوری کوشش ہوتی کہ شوہر کو اتنا جذباتی کردے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھے۔ اور ہمارے ہاں مرد یہی کچھ کر رہے ہیں۔ وقتی غصے کے تحت طلاق دینے کے بعد اب مختلف علماء کی منتیں سماجتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ کسی طرح دوبارہ رجوع ہو جائے۔ طلاق کا جو طریقہ شریعت نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حالت طہر میں طلاق دے اور صرف ایک طلاق دے۔ تاکہ اگر دوبارہ صلح کے امکان ہوں تو رجوع میں آسانی رہے۔ لوگ شریعت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تین طلاقیں نہ دیں اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے طلاق صرف ایک ہی ہوتی ہے اگر شوہر ایک طلاق دینے کے بعد عدت کے اندر اندر بیوی سے رجوع نہ کرے تو بیوی اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

ب) دوسری یہ کہ عورت اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ نہ کرے وہ عورت جو اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگے یا خلع کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ

الْجَنَّةِ)) (٤٥)

''جس عورت نے بھی اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگی تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

ج) مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کی اصلاح مار کی بجائے نرمی سے کریں۔ بعض مرد حضرات بات بات پر بیویوں کو مارنے کو اپنا شرعی حق سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن میں بیویوں کو مارنے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت اس صورت میں ہے جب کہ بیوی بار بار کی وعظ ونصیحت کے باوجود خاوند کی مسلسل نافرمانی کر رہی ہو اور اس کی کوئی بات بھی نہ مانتی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ (النساء: ٣٤)

''اور جن عورتوں کے بارے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو ان کو نصیحت کرا اور ان کو ان کی خواب گاہوں (بیڈ روم) میں اکیلا چھوڑ دو اور ان کو مارو۔''

پہلی بات تو یہ ہے کہ عورت کو اس صورت میں مارنے کی اجازت ہے جبکہ وہ خاوند کے مقابلے میں سرکشی اختیار کرے اور دوسری بات یہ کہ مارنا عورت کی اصلاح کا آخری ذریعہ ہے نہ کہ پہلا۔ اگر کوئی عورت خاوند کی وعظ ونصیحت اور ترک تعلق کے باوجود اس کی نافرمانی پر اصرار کرتی ہے تو اس کو مارنے کی اجازت ہے لیکن یہ بھی رخصت ہے کوئی فرض یا واجب نہیں ہے کہ بیوی کو ضرور مارا جائے۔ اگر کسی کی بیوی بہت زیادہ نافرمانی پر اتر آئی ہے اور گھر کے سارے نظام کو ڈسٹرب کر رہی ہے تو اس کو مارنے کی قرآن نے اجازت دی ہے لیکن اس میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم یہ ہے یہ مار بھی ایسی نہ ہو کہ جس سے کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اسی طرح آپ ﷺ نے عورت کے چہرے پر بھی مارنے سے منع کیا۔ ایک صحابیؓ نے جب آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہماری بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) (٤٦)

''جب تو خود کھائے تو اس کو بھی کھلا اور جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنا اور چہرے پر مت مار اور اس کو برا بھلا مت کہہ اور اس کو گھر کے علاوہ اکیلا نہ چھوڑ (یعنی اپنی بیوی کو غصے میں گھر سے باہر نہ نکال)۔''

جامع الترمذی کی ایک روایت "غیر مبرح" کے الفاظ ہیں یعنی ایسی مار نہ ہو کہ جس سے بیوی کو کوئی زخم آ جائے۔ آپ نے ساری زندگی اپنی کسی بیوی کو نہ مارا بلکہ وعظ ونصیحت کے ذریعے اصلاح کرتے رہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَادِمًا وَلَا امْرَأَۃً قَطُّ (۴۷)

"اللہ کے رسول ﷺ نے کسی بھی خادم یا بیوی کو کبھی بھی نہیں مارا۔"

آپ بیویوں کو مارنے والے شوہروں کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللّٰہِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰی أَزْوَاجِھِنَّ فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِھِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ أَزْوَاجَھُنَّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ أَزْوَاجَھُنَّ لَیْسَ أُولٰئِکَ بِخِیَارِکُمْ)) (۴۸)

"اللہ کی لونڈیوں (یعنی بیویوں) کو مت مارو۔ (کچھ عرصہ بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ عورتیں اپنے شوہروں پر بہت جری (دلیر) ہوگئی ہیں (یعنی چونکہ آپ نے عورتوں کو مارنے سے منع کر دیا ہے اس لیے عورتیں اپنے خاوندوں کی خوب نافرمانی کرتی ہیں اور ان کے قابو میں نہیں آتیں) تو آپ نے بیویوں کو مارنے کی رخصت دے دی۔ (کچھ ہی دنوں بعد) عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں چکر لگانے لگی اور (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) سے اپنے شوہروں کی شکایت کرنے لگیں۔ تو آپ نے (ایک دن صحابہؓ سے) فرمایا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے آ کر اپنے شوہروں کی شکایت کی ہے۔ یہ لوگ (جن کی زیادتی کی شکایتیں ان کی بیویاں لگاتی ہیں) تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔"

"عون المعبود" میں ہے کہ امام شافعی کا قول ہے کہ بیوی کی نافرمانی کی صورت میں اس کو مارنے کی اجازت ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کو نہ مارا جائے اور اس کی نافرمانی پر صبر وتحمل کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ وعظ ونصیحت کے ذریعے اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

د) مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ گھر دے چاہے وہ وہ ایک کمرے پر ہی کیوں نہ

مشتمل ہو۔ ہمارے معاشروں میں بیوی کے ساس' نندوں' جٹھانیوں کے ساتھ جھگڑے کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی گھر میں مل جل کر رہ رہی ہوتی ہیں۔ بیوی کو علیحدہ گھر مہیا کرنا اس کا شرعی حق ہے جو کہ خاوند کو پورا کرنا چاہیے اِلّا یہ کہ خاوند کی کوئی مجبوری ہو۔ آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات کو علیحدہ علیحدہ گھر دیے تھے اگر چہ وہ ایک حجرے پر ہی مشتمل تھا۔ بیوی کو علیحدہ گھر فراہم کر کے میاں خود اپنے آپ کو بھی اور اپنی بیوی کو بھی بہت ساری ذہنی اور نفسیاتی آزمائشوں سے بچا سکتا ہے۔

ر) بیوی کو چاہیے کہ وہ خاوند کے گھر والوں خصوصاً اپنی ساس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

آخر میں ہم یہی کہیں گے کہ اصل چیز ایمان اور اللہ کا ڈر ہے اگر زوجین میں ایمان اور اللہ کا ڈر ہوگا تو ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کریں گے اگر ان میں ایمان اور اللہ کا ڈر نہ ہوگا تو اس قسم کی بیسیوں کتابیں بھی ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔

مصادر و مراجع

۱) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب الاکفاء فی الدین۔ وصحیح مسلم' کتاب الرضاع' باب استحباب نکاح ذات الدین۔

۲) سنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب حق الزوج علی المرأة۔ وصحیح ابن حبان: ح ٤١٥٩۔

۳) صحیح ابن حبان: ح ٤١٥١۔ و مسند أحمد: ١٥٧٣

٤) سنن النسائی' کتاب النکاح' باب ای النساء خیر۔

٥) صحیح البخاری' کتاب الاعتکاف' باب هل یدرأ المعتکف عن نفسه۔ وصحیح مسلم' کتاب السلام' باب بیان انه یستحب لمن رئی خالیا بأمراة و کانت زوجته۔

٦) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب الغیرة۔ وصحیح مسلم' کتاب السلام' باب جواز ارداف المرأة الاجنبیة اذا اعیت فی الطریق۔

۷) صحیح البخاری' کتاب الجمعة' باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل من النساء والصبیان۔ وصحیح مسلم' کتاب الصلاة' باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة۔

۸) صحیح مسلم' کتاب الصلاة' باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة۔

۹) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی ...
ابن حبان: ح ٥٥٦٩۔

١٠) صحیح ابن حبان: ح ٥٥٦٩، ٥٥٧٠۔

١١) المستدرك علی الصحیحین' امام حاکم' جلد ٢' ص ٣٩٦

١٢) سنن الترمذی' کتاب الزکاۃ عن رسول اللهﷺ' باب فی نفقة المرأة من بیت زوجها۔ وسنن ابی داوٗد' کتاب البیوع' باب فی تضمین العور۔

١٣) صحیح البخاری' کتاب الزکاۃ' باب من خادمه بالصدقة ولم یناول بنفسه۔ وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب اجر الخازن الامین والمرأة اذا تصدقت من بیت۔

١٤) صحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب ما انفق العبد من مال مولاه۔ وصحیح البخاری' کتاب النکاح' باب صوم المرأة باذن زوجها تطوعا۔

١٥) سنن نسائی کتاب النکاح' باب أی النساء خیر۔

١٦) سنن الدارمی' کتاب الرقاق' باب فی أکل السحت ۔وصحیح ابن حبان: ح ١٧٢٣۔

١٧) صحیح ابن حبان: ح ٤١٥١ ۔و مسند أحمد: ١٥٧٣

١٨) صحیح البخاری' کتاب الزکاۃ' باب الزکاة علی الاقارب۔

١٩) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب کفران العشیر وکفر دون کفر۔

٢٠) الترغیب و الترهیب' حافظ منذری' جلد ٢ 'ص ٦٠٢۔((رواته ثقات))

٢١) المستدرك علی الصحیحین' امام حاکم' جلد ٢' ص ١٨٢۔صححه الحاکم ووافقه الذهبی۔

٢٢) سنن الترمذی' کتاب الجهاد' باب ما جاء فی الامام (حدیث کا ابتدائی حصہ)۔وصحیح ابن حبان: ح ٤٤٧٥

٢٣) سنن ابی داوٗد' کتاب الزکاۃ' باب فی صلة الرحم۔ ومسند احمد: ح ٦٤٥٩۔

٢٤) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها۔ وسنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب حق المرأة علی الزوج۔

٢٥) سنن الترمذی' کتاب الرضاع' باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها۔ وسنن ابن ماجه' کتاب النکاح' باب حق المرأة علی الزوج۔

٢٦) سنن ابی داوٗد' کتاب النکاح' باب فی حق المرأة علی زوجها۔

٢٧) صحیح البخاری' کتاب البیوع' باب من اجری امر الانصار۔ وصحیح مسلم' کتاب الاقضیة' باب قضیة هند۔

٢٨) سنن ابی داوٗد' کتاب الاطعمة' باب فی الاجتماع علی الطعام۔وسنن ابن ماجه' کتاب الاطعمة' باب الاجتماع علی الطعام۔

٢٩) صحیح البخاری' کتاب الایمان' باب ما جاء ان الاعمال بالنیة...... وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد۔

۳۰) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقة علی العیال والمملوك۔
۳۱) وسنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی اکل السحت ومسند احمد: ح ۱٤۰۳۲
۳۲) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن۔ وصحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلة الامام العدل......
۳۳) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ۔
۳٤) سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الخیلاء فی الحرب۔ وسنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الاختیال فی الصدقة۔
۳۵) سنن ابن ماجه، کتاب الوصایا، باب هل اوصی رسول اللهﷺ۔وسنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوك۔
۳٦) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریته۔ وصحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء۔
۳۷) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلك۔ ومسند احمد، ح ۱۱٦۹۲۔
۳۸) صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء۔
۳۹) سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل۔
٤۰) سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجها۔ ومسند احمد
٤۱) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء۔ وسنن الدارمی، کتاب النکاح، باب فی العدل بین النساء۔

٤۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلة الامام العادل......وسنن النسائی، کتاب آداب القضاۃ، باب فضل الحاکم العادل فی حکمه۔
٤۳) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته۔ وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر۔
٤٤) مسند احمد: ح ۱۳۸۵۸
٤۵) سنن ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی المختلعات۔
٤٦) سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق المرأۃ علی زوجها
٤۷) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب التجاوز فی الأمر
٤۸) سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء

☆ ☆ ☆